دعوتِ حفظِ ایمان

نمبر دوم

السّلام علیکم یا اہل الاسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حامِدًا و مُصلّیًا و مُسلِمًا۔ بندۂ درگاہ آلہی محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ پھر بحیثیت ایمان واسلام وبحیثیت اخوت دینی وبحیثیت اس کے کہ ہم سب اُمت مرحومہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء واجزاء ہیں جملہ اہل اسلام خاص وعام کی عالی خدمت میں عرض گزار ہے کہ ؎

عالم چو کتابے است پر از دانش وداد		صحاف قضاء وجلد او بدء ومعاد	
شیرازہ شریعت چو مذاہب اوراق		امت ہمہ شاگرد وپیمبر استاد	

عالم بعقیدۂ ادیان سماوی جانبین ماضی ومستقبل سے محدود ہے کیونکہ مستقبل کل قوت سے فعلیت میں نہیں آیا اور میرے نزدیک چونکہ ماضی ومستقبل محض ہمارے اعتباری ہیں حق تعالےٰ کے ہاں ایک ہی آنِ حاضر ہے جیسے طبرانی رحمہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ لیس عند ربك صباح ولا مساء۔

پھر جب ہم حق تعالیٰ سے زمانہ رفع کردیں تو حوادث آرہے ہیں اور جارہے ہیں آنے کی جانب کو ہم نے مستقبل نام رکھا ہے اور جانے کی جانب کو ماضی۔ اس تقدیر پر یہ دونوں اعتباری اور اضافی ہوئے نہ حقیقی اور حوادث خواہ کیسے ہی غیر محصور ہوں پھر بھی قِدم کی وسعت اور امتداد کو پُر نہیں کرسکتے۔

وعلیٰ ہذا ماضی کی جانب بھی میرے نزدیک غیر متناہی بالفعل نہیں جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بلکہ عالم دونوں جانب سے غیر متناہی بمعنی لایقف عند حدٍ ہے اور دونوں طرف سے منقطع اور زمانہ کوئی شئے مستقل برأسہ نہیں بلکہ ان ہی حوادث سے منتزع ہے

اور مسئلہ تجدد امثال کا بھی ایک صحیح مسئلہ ہے۔ اور چونکہ مادہ سے کثرت ہوتی ہے اور صورت سے اتحاد جیسے سامان عمارت چونکہ مادہ ہے وہ کثیر اور متعدد ہے اور صورت تعمیری چونکہ صورت ہے اس سے عمارت کی وحدت شخصی آئی۔

علیٰ ہذا القیاس کل عالم کو سمجھئے کہ اس میں ایک وحدت انتظامی ہے اور وہ ایک شخص اکبر ہے نہ محض ایک بے انتظام گدام۔ آدمؑ سے پیشتر عناصر اور موالید ثلاثہ اور ارض وسماء اور بعض انواع پیدا کئے گئے مگر یہ تاچندے بمنزلہ مادہ کے رہے آدمؑ کے آنے کے بعد ان متفرقات منتشرہ کو وحدت انتظامی عطا کی گئی کہ بمنزلہ صورت کے ہے۔ اشیاء متفرقہ کے مجموعہ میں اگر وحدت ہو سکتی ہے تو وحدت انتظامی اور ترتیبی ہی فقط

یعنی آدمؑ کو خلیفہ اور افسر بنا کر بھیجا اور عالم کو ان کی ماتحتی میں دیدیا اس سے کل عالم واحد بالشخص اور شخص اکبر ہو گیا۔

اس پیغمبر برحق نے اپنے عمل سے بنی آدم کو یہ تعلیم دی کہ جب کسی ایک پر کسی معاملہ میں فرد جرم لگا کرے وہ بارگاہ خداوندی میں نہ جواب دعویٰ پیش کرے اور نہ صفائی دینے کی کوشش بلکہ اس کا حق صرف ایک ہی راہ ہے وہ یہ کہ مراحم خسروانہ میں درخواست دے کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین

عزازیل نے حق تعالیٰ سے حجت کی وہ ابدالدہر ملعون ہو گیا لا یسئل عن شیٔ وھو یسئلون۔ اب اہل سنت کا قدم آدمؑ کے قدم پر ہے اور اہل اعتزال کا قدم عزازیل کے قدم پر۔ اور اس واقعہ سے حق تعالیٰ نے یہ بھی تعلیم کر دی کہ خلفاء سے جو شخص انحراف کرے وہ اصل سلطنت سے باغی ہے یہاں ہی سے انبیاءؑ پر ایمان لانا جزء ایمان ہو گیا ؛

آدمؑ کے بعد کچھ دیر تک دنیا میں ایمان ہی رہا نوحؑ کے قبل دنیا میں قابیل کی ذریت میں کفر نمودار ہوا اور پہلے وہ پیغمبر کہ کفر کے توڑ کے واسطے بھیجے گئے وہ نوحؑ ہیں

اس کے بعد دنیا میں صابئین ظاہر ہوئے صابئین ان کو کہتے ہیں جن کا خیال ہے کہ ہم اعمال سفلیہ سے علویات کو تابع اور مسخر کریں گے جیسے معشوق یا ہمزاد کو کوئی مسخر کرتا ہے۔ اس خیال میں یہ بھی مندرج ہے کہ اس فرقہ کو خدا کی جانب سے ہدایات کی ضرورت نہیں اور نہ کسی ہادی کا واسطہ و تثنیت بھی صابئیت کا ایک ذلیل تنزل ہو منتر جنتر کے ذریعہ سے خدا کو مسخر کرنا چاہتے ہیں۔

انبیاء ؑ کا دین اس کے بالکل برخلاف ہے ان کا دین یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں محض بندگی اور عبدیت کی عرض و معروض رہیگی اور اُدھر ہی کی ہدایت پر عمل پیرا ہونا ہوگا وبس۔

صابئین کے مقابلہ میں ابراہیم ؑ کو بھیجا گیا اور ان کا لقب حنیف ہوا حنیف اُس کو کہتے ہیں کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر ایک خدا کا ہو جائے جیسے شیخ عطارؒ فرماتے ہیں ؎

از یکے گو وز ہمہ یک سوے باش	ایک دل و یک قبلۂ و یک روے باش

اس کے بعد جو کچھ تکمیل دین سماوی کی کہ ابتداء سے خاتم الانبیاء ؐ تک دین واحد ہے باقی تھی وہ خاتم الانبیاء ؐ کے ہاتھ پر تمام کردی اور اعلان کردیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اور ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پہلی آیت میں یہ بھی آگیا کہ اب کوئی جزء ایمان کا باقی نہیں رہا خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کل انبیاء ؑ پر ایمان لانا ہے ایسا نہیں کہ من بعد کسی پر ایمان نہ لانے سے کافر ہے جیسے کادیانی دجال سمجھا ہے کہ جو دین نبی ساز نہ ہو وہ دین لعنتی ہے۔

اور جیسے معلوم ہوا کہ عالم محض متفرقات منتشرہ نہیں بلکہ وہ ایک واحد منتظم ہے اسی طرح بتصریح حدیث خاتم الانبیاء ؐ نبوت بھی عمارت کی مثال ہے کہ اس کی اساس

رکھی گئی اور تعمیر کی گئی اور تکمیل کو پہنچا کر آخری لَبِنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رکھکر عمارت ختم کردی گئی اور قرآن مجید نے اعلان تکمیل وختم سنا دیا اور نبوت کی کوئی جزئی باقی نہیں رہی البتہ کمالات نبوت کہ وہ فیوض اور متعلقات نبوت ہیں عین نبوت نہیں باقی ہیں یہاں اجزاء اور جزئیات کا فرق بھی اہل معقول پر مخفی نہیں جزء پر کل صادق نہیں اور جزئی پر کلی صادق۔

اور ختم نبوت کا عقیدہ بہ تبلیغ پیغمبر اسلام خاص وعام کو پہنچکر ضروریات دین میں سے ہوگیا جس کا انکار دیا تحریف کفر ہے۔ صوفیہ کرام نے جو کوئی مقام ولایت کا انبیاء الاولیاء اور نبوت من غیر تشریع ذکر کیا ہے تو ساتھ ہی نہایت مؤکد پیاپے تصریح کی ہے کہ نبوت سے مراد لغوی بمعنے پیشین گوئی ہے نہ نبوت شرعی۔ کیونکہ نبوت شرعی کا جو ایک منصب الٰہی اور وہبی ہے نہ کسبی خواہ شریعت جدیدہ ہو یا نہ ہو اختتام اسلام میں اساسی اصول ہے اور منصوص قرآن واحادیث متواترہ اور مُجمع علیہ امت محمدیہ ہے۔ اسی دفعہ کے ماتحت مسیلمہ کذاب کو قتل کیا اور کذاب فرد جرم لگائی بقیہ شنائع اس کے مادون اور مابعد کے رہے۔ بلکہ جیسے ابن خلدون نے ذکر کیا ہے یہ امور صحابہ رضؓ کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئے ہیں۔ قتل تو دعوائے نبوت پر ہوا ہے۔

اس کے بعد دنیا میں بحسب طبیعت دنیا زندقہ اور الحاد ظاہر ہوا زندقہ اور الحاد اس کو کہتے ہیں کہ سچے دین کو گڑھ بڑھ کردے اور اسماء سابقہ کو بحال رکھکر حقیقت انکی بگاڑ دی کہ فلاں چیز کی حقیقت یہ نہیں بلکہ یہ ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس دین کا اسم ہی چھوڑے مسمی فناء کردے۔

دہلی میں ایک صاحب چارپائی کے پائینتی کے سیروے فقط بغل کے نیچے دبائے ہوئے یہ صدا لگایا کرتے تھے (دو نہیں لمبے تڑنگے ایک نہیں سرہنے کا چار نہیں ٹیکن کے اور لو چارپائی) آٹھ لکڑیوں میں سے سات موجود نہیں اور پھر بھی چارپائی ہے۔

ایسے ہی وقتاً فوقتاً ملحدوں اور زندیقوں نے دین برحق کی شکست وریخت کر کے سعی فنا کیا اور کچھ پردہ باقی رکھنے کی وجہ سے عوام کی نظر میں غیر فرقہ ہونے کی جو کچھ زد پڑتی اس سے بچ گئے۔

اس وقت یورپ کی افتاد جو ایمان اور صفات ایمان پر ہے اس کی پیداوار اور حکومت وقت کی پیداوار منشی غلام احمد کادیانی کی دعوت نبوت ہے۔

یہ شخص معمولی درجہ کی فارسی اور اردو کا مالک ہے نثر ونظم میں کوئی اعلیٰ پایہ نہیں رکھتا عربی میں محض تک بندی یا سرقہ کر سکتا ہے اور صوفیہ کرام جسے فن حقائق کہتے ہیں اس میں سے کسی حقیقت کو صحیح نہیں سمجھ سکا۔

قرآن مجید کی مناسبت سے اس قدر محروم ہے کہ اپنی مطبوعات میں نہایت کثرت سے آیات غلط اور محرف نقل کرتا جاتا ہے۔

تعلیم اس کی باب اور بہاء اللہ کی تعلیم سے مسروق ہے۔ بہاء اللہ کی کتابیں یہاں پیشتر موجود نہیں تھیں جس کی وجہ سے کچھ وقفہ رہا اب کہ کتابیں اس کی آگئیں ناظرین نے اس سرقۂ فاضحہ کو ثابت کر دکھایا۔ معہذا اس دجال کی دریدہ دہنی اس درجہ تک ہے کہ کہتا ہے ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم	ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوا ہے نہیں تو مرے پڑے تھے۔ اور ہر رسول میرے چولے میں چھپا پڑا ہے۔

پہلوں نے کیا خوب پیشین گوئی کی ہے ؎

بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را	عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

اور ع کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک۔

بیٹا اس کا اس کی بعثت کو خاتم الانبیاء ص کی بعثت سے افضل اور اکمل اعلان کرتا ہے

اور اسی پر بیعت لیتا ہے - اس کافر دجال نے نبوت کا دعوی کیا اور جو کوئی کل عالم اسلام سے اسے نبی نہ مانے اس کو کافر اعلان کیا اور ولد الزنا کہا - اور دعوٰی وحی کیا جو مساوی قرآن اسکے زعم میں ہے - اور بمقابلہ اُن علماء رح کے جنہوں نے آیندہ شریعت ناممکن لکھی ہے اور کلام انکی شریعت جدیدہ میں ہے دعویٰ شریعت کیا - اس سے ناظرین خود سمجھ لیں کہ یہ دعوٰی بمقابلہ ان علماء رح کے دعوی شریعت جدیدہ کو مستلزم ہے یا یوں ہی بے سوچے سمجھے کلام بے موقع ولایعنی ہے - اس کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ جہاد اسلامی میرے آنے سے منسوخ ہوگیا اور حج آیندہ کادیان کا ہوگا اور جو چندہ کادیان کا نہ دیگا وہ خارج از بیعت یعنی خارج از اسلام ہے زکوٰۃ یہی رہ گئی - اور بہت سے ضروریات دین کا انکار کیا جو تاویل سے ہو یا بغیر تاویل کے کفر ہے - عالم کو قدیم کہتا ہے اور قیامت کو ایک تجلی فقط اور تجلی کا جو صوفیۂ کرام کی اصطلاح ہے کوئی مفہوم محصل اس کے ذہن میں نہیں اور اگر سو دفعہ جیے اور سو دفعہ مرے کبھی ان حقائق کو سمجھ نہیں سکتا ناحق صوفیہ کی اصطلاحات میں الجھتا ہے اور مونھ کی کھاتا ہے - صوفیۂ کرام نے اس لفظ کو اور مواضع میں اطلاق کیا ہے کسی نے اُن میں سے قیامت کو تجلی نہیں کہا مگر اس دجال نے اُن ہی سے اڑایا ہے - اور قدم عالم کا مسئلہ ایسا معرکۃ الآراء ہے کہ باپ بیٹا ملکر قیامت کی صبح تک بھی نہیں سمجھ سکتے ناحق ان مشکلات میں ٹانگ اڑائی ہے - اپنی کم مایگی اور تنگ ظرفی سے معمولی سواد کو جو اسے حاصل ہے عدیم المثال سمجھتا ہے اور اسی کم حوصلگی کی بناء پر جب کسی جذبہ کے ماتحت غیب گوئی کرتا ہے اور مونھ کی کھاتا ہے تو کمال بے ایمانی سے تاویلات مضحکہ اور ہکیہ کرنے کو آموجود ہوتا ہے ع

بے حیا باش وہرچہ خواہی کن

تقدیر کا بھی منکر ہے ملائکہ کرام کو قُویٰ کہتا ہے اور انکے نزول کا جو منصوص قرآن ہے منکر ہے حیات عیسیٰؑ جو متواتر دین محمدی ہے اور معجزۂ احیاء میت جو منصوص قرآن ہے اسکو شرک و کفر کہتا ہے اور جو دین نبی سازنہ ہوا سے لعنتی دین بتلاتا ہے وغیرہ وغیرہ -

اور بہت سی چیزوں کا جو دین میں متواتر اور اصول تھیں تحریف کی جو زندقہ اور کفر ہے جیسے کوئی نماز کی تحریف کرے۔ توہین انبیاء ع کی گزر گئی کہ کل کے کل کو اپنا چیلا بتلاتا ہے۔

اور عیسیٰ ع کی توہین کو تو العیاذ باللہ اپنی تعلیم کا مستقل موضوع بنایا ہے اور رسالے لکھے ہیں نہ تحقیقی توہین میں کمی ہے اور نہ تعریضی میں یعنی دوسرے کے کندھے پر رکھکر بندوق چلانا اور غرض اس دجال کی اس سے یہ ہے کہ عظمت ان کی قلوب سے اتارے اور خود مسیح بن بیٹھے ولہذا ہنود کے پیشواؤں کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا بلکہ توقیر اور استمالہ کیا ہے

ہم نے کسی جماعت میں خواہ علماء ہوں یا عقلاء، روزگار بکلی اتفاق علم نہیں دیکھا الا انبیاء ع کہ ان میں اتفاق کلی ہے۔ اسی سے ہم سمجھے تھے کہ یہ کوئی اور علم ہے جو حضرت حق نے دیا۔ اس کادیانی دجال نے اس کو بھی بے وزن کر دیا اور یہی تعلیم اپنے اذناب کو دے گیا۔ یہ بھی معلوم ہو کہ کادیانی پہلے مسیحیت کے دعوے کو تناسخ کہتا تھا اور دعوے صرف مثیل ہونے کا تھا چنانچہ اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء اور عسل مصفی جلد دوم ص۵۲۸ میں ہے (کہ مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوے نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے) اس کے بعد جب دوسرا جنم لیا تو اربعین نمبر ۴ ص۱۵ میں یوں کہا (سو اس نے قدیم وعدے کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے) مع علم کلام مرزا ص۵۹ و مرزائیت کی تردید ص۲۰ و ص۲۵

یہاں ضروریات دینیہ کی تفسیر ضروری ہے۔ ضروریات دینیہ ان متواترات شرعیہ کو کہتے ہیں جو بہ تبلیغ پیغمبر اسلام خاص سے متجاوز ہو کر عوام کو بھی پہنچ گئے اور انکے علم میں عوام بھی شریک ہو گئے اور شریعت کے بدیہی امور ہو گئے۔

اور مراد ان کی بھی وہی مقرر رہیگی جو امت نے بوقتِ تبلیغ ...... سمجھی اور پھر طبقہ بعد طبقہ پہنچاتے اور سمجھاتے آئے اُس کی تحریف اور اس سے انحراف کفر و الحاد ہے

یہاں ضرورت بمعنی بداہت ہے اور یہ ایک مشہور اصطلاح فنون کی ہے جس کا علم بالاضطرار ہو۔ متواتر اس کو کہتے ہیں جس کی نقل اس قدر پیہم ہو کہ خطاء کے احتمال کی اس میں گنجایش نہ رہے۔ فنون مدونہ میں بھی کسی فن کے اصحاب کے نزدیک بکثرت متواترات ہوتے ہیں جیسے صرف ونحو میں بکثرت متواترات ہیں جن میں کوئی بھی شبہ نہیں کرتا اور ایسے ہی علماء لغت جو ایک جماعت مخصوصہ ہے ان کے اتفاق کے بعد بھی کوئی متردد نہیں رہتا۔ اسی طرح قرآن مجید تو حرفاً حرفاً متواتر ہے۔ علاوہ اس کے شریعت میں اور بھی بکثرت متواترات موجود ہیں جیسے مضمضہ واستنشاق وضوء میں اور مسواک وغیرہ صدہا امور اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ضروریات دینیہ اعلیٰ درجہ کے فرائض مؤکدہ کو کہتے ہیں بلکہ مستحب بھی اگر صاحب شریعت سے بتواتر ثابت ہو وہ بھی ضروریات میں سے ہے بلکہ بعض مباحات کی اباحت مثلاً جو اور گیہوں کی اباحت ضروریات دینیہ سے ہے جو کوئی انکی اباحت اور حلّ کا انکار کرے وہ قطعاً کافر ہے کیونکہ پیغمبر اسلام کے عہد سے لیکر اب تک امت کھاتی آئی اور حلال کہتی آئی۔ کسی کو جو مرغوب طبیعت نہ ہو وہ بخوشی ترک کر سکتا ہے لیکن حلّ کے انکار سے کافر ہو جائیگا ضرورت سے یہاں ضرورت اعتقاد وثبوت مراد ہے نہ ضرورت عمل جوارح۔ یہ بھی معلوم رہے کہ یہ کل ضروریات دین ایمان کے دفعات ہیں نہ فقط توحید ورسالت بلکہ رسالت پر ایمان تو اسی واسطے ہے کہ جو کچھ وہ خدا سے لائیں اور تبلیغ کریں اس پر ایمان ہو۔ وعلیٰ ہذا کہہ سکتے ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اعتقاد اس کی سنیت کا فرض ہے اور اس کی معلومات حاصل کرنا سنت ہے اور دانستہ جحود کفر ہے اور جہل اس سے حرمان نصیبی۔

شریعت محمدیہ میں بہ تبلیغ پیغمبر اسلام بہت کثرت کے ساتھ متواترات ہیں اور بتواتر توارث یعنی نسلاً بعد نسل بتواتر نقل کئے گئے ہیں اور ان میں طبقۃ بعد طبقۃ تواتر چلا آتا ہے تواتر اسناد ہی کوئی لازم نہیں۔

حاصل کلام کا یہ کہ کل وہ امور جو دین میں بالبداہت معلوم اور درمیان عام وخاص کے

مشتہر اور مسلم ہوں وہ کل کے کل ضروریات دینیہ میں سے ہیں اور ان سب پر بدون انحراف وتحریف کے ایمان لانا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ایمان کے دفعات وہی امور ہیں جن کی تبلیغ حضرت رسالت پناہ سے ہو۔ اور ان مسائل وعقائد بدیہیہ کا انکار کفر اور ارتداد ہے۔ ایمان کے دو جزیعنی شہادتین ان کل متواترات اور ضروریات کی تسلیم پر حاوی ہیں۔

ورنہ یوں دجال بھی آنحضرت ؐ کی مجمل تصدیق کریگا جیسے احادیث میں موجود ہے۔

اور اسی میں قرآن نازل ہوا ہے فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فی ما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

قسم تیرے رب کی کہ مومن نہ ہونگے جب تک کہ تجھے حکم نہ بنالیں ہر اس چیز میں کہ اختلافی ہوگئی انکو درمیان پھر نپائیں اپنے جیوں میں گٹھن آپ کے فیصلہ سے اور مان لیں ماننے کی طرح

اس بدیہی مضمون کے بعد کادیانی کی تکفیر بدیہی امر ہے۔

اور توقف کا سبب کوئی علمی مرحلہ نہیں بلکہ بعض کو تو ایمان کے ساتھ کوئی ہمدردی ہی نہیں اور نہ فرق ایمان وکفر سے کوئی سروکار ان کے نزدیک دعوی اسلام ہی اسلام ہے جیسے نسب اور شہر وملک کی نسبت میں فقط دعوی کافی سمجھا جاتا ہے ان لوگوں کو تو مسائلہ تکفیر سے اشتعال اور طیش آجاتا ہے۔

وہ خود بہت سی قیود شریعت سے آزاد ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کسی کا کیا حق ہے کہ ہم پر حرف گیری کرے کفر ہے کس جانور کا نام۔

اور بعض ایسے ہیں کہ سلامت روی میں ان کا دنیوی فائدہ ہے ان کو اس کی کیا پروا کہ ایمان پر کیا گذر رہی ہے ؎

حافظا گر خیر خواہی صلح کن با خاص وعام	با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

بعض روشن خیال زمانہ جن کا نصاب تعلیم فقط انگریزی زبان اور انگریزی خط ہے

اور نصاب علم شریعت سے بکلی فارغ اور ان کو اس کا اقرار بھی ہوتا ہے مگر پھر چنے کے چھلکے کی طرح خالی چھنکتے رہتے ہیں۔ وما مثلہ الا کفارغ حمّص خلی بلا معنی ولکن یفرقع یہ صاحب زبانی دعوت اتفاق واتحاد دیتے ہیں اور اس میں خلل انداز صرف مولویوں کی تکفیر بازی قرار دیتے ہیں۔

اس گمراہ کن مغلطہ میں یہ چند امور یادداشتنی ہیں کیا کافر کی تکفیر اگر حق بجانب بھی ہو وہ بھی ترک کرنی چاہیے۔ اس صورت میں تو کفر وایمان میں کوئی فرق ہی نہ رہا۔

اور اگر یہ صحیح نہیں اور عقیدت اسلام کی ہے تو ضرور کوئی معیار درمیان کفر وایمان کے فارق ہوگا پھر اُس معیار کی تحقیق کرنی چاہیے تاکہ اسی پر عمل رہے۔

پھر دیکھنا یہ ہے کہ کیا تکفیر بازی اولاً کادیانی نے کی جس نے کل عالم اسلام کو جو اس کو نبی نہ مانے کافر اور ولد الزنا کہا اور یہ ہی بیخ کن اسلام ہوا۔ یا علماء اسلام جنہوں نے کادیانی اور اس کے اذناب کی تکفیر کی جن کی تعداد سنا ہے کہ مردم شماری کی اعداد میں ۵۷ ہزار دونوں طائفہ کی ہے اور کیا اتفاق کی جڑ کادیانی نے کاٹی یا علماء اسلام نے۔

کادیانی کہتا ہے کہ عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور احیاء میت شرک وکفر ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ میں بھی ایک زمانہ دراز سے بتقلید جمہور اہل اسلام اسی عقیدہ پر تھا اب کفر سے اسلام کی طرف آیا ہوں اور علماء اسلام کہتے ہیں نہیں بلکہ کادیانی اسلام سے کفر کی طرف گیا

پھر کیا جو انتقال اُس نے اپنے اقرار سے کیا محول کی طرح ٹال دینے کی چیز ہے یا علماء اسلام کا حق ہے کہ اس کو پرکھیں۔

بات یہ ہے کہ اپنی لینی میں تو کوئی یہ سخاوت اور کرم نہیں کرتا اور جب ایمان کی تقسیم کا وقت ہو سو وہ ہے کیا چیز جس میں سخاء اور جود نہ کریں ع

بخال ہندوش بخشم سمرقند وبخارا را

گھر سے کیا گیا جو حساب واحتیاط ہو۔

اور جو صاحب لاہوریوں کی تکفیر میں جو کادیانی کو مسیح موعود وغیرہ سب کچھ مانتے ہیں اور نبوت ظلی بروزی وغیرہ کہتے رہتے ہیں جس کی کوئی اصل دین میں نہیں متامل ہیں وہ بھی سمجھ سے محروم ہیں۔

کیا اگر کوئی یہ کہے کہ مسیلمہ نے دعوٰی نبوت کیا ہی نہیں بلکہ ایک محدَّث وہ بھی ہوا ہے تو اس سے وہ شخص کفر سے نجات پائیگا۔ حق تعالےٰ صحیح سمجھ نصیب کرے اور سلامت فطرت کی دے آمین۔

کادیانی کی تعلیم اور دعوت کو کیوں اٹھا کر نہیں دیکھتے کیا وہ دعوی نبوت اسی معنے سے نہیں کرتا جس معنی میں یہ لفظ آسمانی کتابوں میں آیا ہے اور کیا وہ اپنی نبوت نہ ماننے والے کو کافر اور ولد الزناء نہیں کہتا اور کیا وہ اپنی وحی کو قرآن کے برابر نہیں کہتا اور کیا اس نے دعوی شریعت اور توہین انبیاء ؑ نہیں کی۔

اس کے بعد لاہوریوں کا کتمان اور عمداً مغالطہ ان کے مونھ پر کیوں نہ مارا جایے اور ان کو فی النار والسقر کیوں نہ کیا جایے۔

اصل میں اس فرقہ کی تکفیر میں بھی توقف کے وجوہ وہی ہیں جو اوپر گزر گئے کوئی نئی بات نہیں۔ پنجابی دھوبی کپڑے کو پتھر پر مارنے کے وقت بولا کرتے ہیں (ساڈا کی جاندے اچھو) ؛

اور اگر کسی کو ان مسائل کا جہل ہو تو اپنے جہل ہی کا اعتراف کرتا رہے جہل کو علم نہ بنایے اور جہل خداداد کو نہ چھپایے۔ اور خلق اللہ کو گمراہ نہ کرے۔

تکفیر کا مسئلہ اگر احتیاط کی چیز ہے تو دونوں جانب سے ہے نہ مسلم کو کافر کہے اور نہ کافر کو مسلم۔ جب کادیانی قطعاً کافر ہے اور بدیہی کافر اور تاریخ اسلام میں بلا فصل مدعی نبوت کو کافر کہتے آیے ہیں اور سزائے قتل دیتے تو اس کے دعاوی کو کتمان کرنیوالا اور مصالح سے تحریف کرنے والا جو بداہت کے خلاف ہے کفر سے کیسے بچ سکتا ہے۔

کفار کے ساتھ بداہت کے خلاف مکابرہ شرعاً وعقلاً قابل التفات نہیں۔
جہاد کیوں ہوتا ہے کیا ان کے شبہات نہیں یہی تو کہ وضوح حق کے بعد شبہات کی پروا نہیں کی گئی اور یہاں تو شبہات بھی نہیں محض بے حیائی اور کتمان ہے اور جنگ زرگری۔

اور سنیئے کہ اس جاہلانہ احتیاط میں کیا کچھ مضمر ہے۔ کیا کسی ناپاک ذات کو مسیح موعود ماننا کفر نہیں شریعت توراۃ میں کہ نبوت جاری تھی اس میں متنبیٔ کاذب کا کیا قتل نہیں۔

اور کیا کسی رجس خبیث کو مسیح موعود اور مہدی مسعود کہنا شریعت متواترۂ اسلامیہ کی تحریف اور تمسخر نہیں۔

اور شریعت متواترہ کی تحریف کیا بجائے خود کفر نہیں۔ کفر کے کوئی سینگ ہیں کہ دروازہ میں نہ سمائیں۔

ہاں خوب یاد آیا کہ ممکن ہے کفر کی شکل جے سنگھ بہادر ہو یا رودرگوپال اور ان کے سینگ بھی ہوں۔

اس کے بعد اس جاہل محتاط سے کہنا چاہئے کہ وہ اپنی اس ہمہ دانی میں میاں مٹو کی طرح اتنے ہی پر اکتفا کرے کہ کادیانی قطعی بدیہی کافر ہے پھر دنیا کو ان کی سمجھ پر چھوڑ دے وہ خود نتیجہ نکال لینگے کہ بدیہی کافر کو مسیح ومہدی بنانے والا کیا ہے۔

یہ بھی شریعت میں دیکھنے کی چیز ہے کہ کیا کسی کے لئے سوائے اعتقاد نبوت کے اعتقاد وحی مساوی قرآن رکھنا یا اعتقاد شریعت رکھنا یا اسکے اس قول پر ؎

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے		من بعرفاں نہ کمترم زکسے	

اعتقاد رکھنا کیا یہ کفر نہیں۔

اور نیز فرض کیجے کہ کسی شخص نے دعوی نبوت بالتصریح کیا اور اس کے اذناب ہو گئے بعض نے نبی مانا اور بعض نے عمداً و مصلحۃً توجیہ القائل بمالا یرضی بہ قائلہ کرکے اس کو نبی نہ کہا لیکن سب خصائص و فضائل انبیاء کے اس کے لئے اعتقاد کرلئے کیا وہ سب کافر نہیں۔

یہ بھی معلوم رہے کہ انبیاء ع کی نقل آتارنا مثلاً اپنے دو چیلوں کا نام جبریل اور میکائیل رکھے اور کہتا رہے کہ مجھے جبریل نے یہ خبر دی اور میکائیل نے یہ کہا یا یہ کہے کہ مجھپر میرے حق میں لولاک لما خلقت الافلاک نازل ہوئی ہے اورغرض نقل اتارنا ہو جیسے مسیلمہ نقل اتارتا تھا اور محاکات کرتا تھا ع

آنچہ انساں مے کند بوزینہ ہم

اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ انبیاء کے ساتھ استہزاء کرنا ہو یا ادعاء ہو کہ مجھے بھی یہ خصائص حاصل ہیں اور واقعی یہ دو فرشتے میرے پاس آتے ہیں اگرچہ اس ادعاء سے نقل اتارنا مغایر ہے۔ حکم دونوں صورت کا کفر ہے اور جو کوئی اس کے اس ادعاء کو صداقت باور کرے وہ بھی کافر ہے۔

ان صاحبوں سے یہ بھی دریافت کیا جائے کہ اس فرقہ کے علاوہ اگر آپ سے بایں عنوان مسألہ پوچھا جائے کہ اگر کوئی اور خبیث مخبث کھڑا ہو جائے اور دعوی مسیحیت کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو اور اذناب پیدا نہ ہوں لیکن وہ برابر اسی دعوے پر رہے اس کے حق میں آپ کا کیا حکم ہے یا فقط زوردار اسامی ہی دیکھکر آپ کا مسألہ بدلتا ہے۔

دجال اکبر جس کے قتل کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس کی کیا وجہ ہے سوائے اس کے کہ اُس نے اپنے آپ کو یہود سے مسیح موعود منوایا ہوگا ؎ جسے خدا سمجھ نہ دے اُسے خدا سمجھے۔

بالجملہ انبیاءؑ کی نقل اتارنا مستقل کفر ہے اگرچہ ادعاء نبوت بلفظ نبوت نہ کرے۔ اور جو کوئی اس کو صداقت باور کرے بلکہ جملہ مقربین سے بڑھکر مانے اور اُس پہ ایمان لائے وہ بھی قطعاً کافر ہے۔

اسی طرح وہ شخص جو انبیاءؑ کی اسامی قبضائے اور وہ کہ اس پہ ایمان لائے

خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ کادیانی نے علاوہ دعوے نبوت کے دعوٰی وحی مساوی قرآن اور دعوٰی شریعت اور توہین انبیاء اور تکفیر امت حاضرہ اور ادعاء خصائص انبیاءؑ اور اُن کی نقل اتارنا اور انکار ضروریات دینیہ اور تحریف دین متواتر اور تمسخر بعض شریعت متواترہ کا کیا ہے اور یہ سب وجوہ متفق علیہ کفر ہیں اور لاہوری اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

اور عشرۂ کاملہ کے صفحہ ۱۱۴ پر کادیانی کی عبارت دیکھنی چاہئے کہ اپنی جانب سے اپنی تحقیق سے مریم صدیقہ کی طرف زنا کی نسبت کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔ واللہ الہادی لاھادی الاھو۔

یہ کل بحث اس صاحب کے ساتھ ہے جس کے نزدیک دین کی کوئی حقیقت محصلہ ہے اور اس پر ایمان و کفر کا فرق گراں نہیں۔ ورنہ جس کا دین محض مصلحت وقت اور ہر دلعزیزی ہے اس کے ساتھ ہمارا تخاطب نہیں۔

بالآخر پھر اپنے احباب سے استدعاء ہے کہ وہ اس وقت کو غنیمت سمجھکر انجمن دعوت وارشاد میں شرکت فرمائیں اور ہر طرح سے اس کی تقویت و امداد کی سبیل نکالیں تا آنکہ ایک مستقل اور مستقر انجمن ہو جائے اور دین مبین کی خدمت کرتی رہے۔

اور نیز زمیندار کی توسیع اشاعت میں سعی فرمائیں کیونکہ ان معلومات کا اصل ذخیرہ اور سرچشمہ وہی ہے اور اسی کی فروع میں سے باقی شعبے ہیں۔

حکومت کشمیر کو پھر بحیثیت رعیت ہونے کے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل عالم اسلام مصر شام۔ عرب عراق۔ ہندوستان۔ کابل وغیرہ کادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے ان کی بھرتی سکولوں اور محکموں میں مسلمانوں پر احسان نہیں اور ہمیشہ موجب تصادم وخلل امن رہیگی فقط اہل کشمیر پر واضح رہے کہ جو کادیانی اخبار کشمیر سے جاری ہوا ہے وہ کادیانی عقائد یعنی کفر کی تخم ریزی ہے عنقریب شاخ وبرگ دکھلائیگا۔ مسلمان اپنی جیبیں خالی کر کے کفر نہ خریدیں۔ والسلام

العارض

محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ

از دیوبند ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ ہجری

مجلس مستشار العلماء پنجاب لاہور سے بھی بہت سی توقعات وابستہ ہیں کیونکہ اعضاء اس کے مستند علماء ہیں۔ اصحاب واحباب اسے بھی فراموش نہ کریں اگر اس کی تقویت اور اعانت ہوگئی تو انشاءاللہ بہت سی خدمت مذہب وملت کی انجام دیگی واللہ الموفق۔

16 Deen 10.4.0149

اعلان

احقر کے اس فتنہ کفر و ارتداد اور زندقہ و الحاد کے ابطال اور استیصال میں رسائل ذیل چھپے ہیں۔

اکفار الملحدین اسمیں مسألہ تکفیر کی تنقیح کی گئی ہے اور اصول نکھارے ہیں اور جزئیات منتشرہ کے محامل بیان کئے ہیں۔

عقیدۃ الاسلام اسمیں قرآن مجید سے حیات عیسیٰ کا ثبوت ایسا دیا گیا ہے کہ باعتبار اعجاز اور بلاغت قرآن کے اتنا سامان اور کسی رسالہ میں نہیں مل سکتا۔

حواشی عقیدہ الاسلام کے تحیۃ الاسلام جو نہایت قوی اور الحاد کے استیصال کرنیوالے ہیں

التصریح بما تواتر فی نزول المسیح اسمیں کوئی ستر سے اوپر حدیثیں ہیں اور کوئی چالیس کی تصحیح و تحسین ساتھ ہے۔

خاتم النبیین یہ رسالہ فارسی میں ہے اور ختم نبوت کی آیت کی تفسیر ہے اور ملحد کی جملہ تحریفات کو قرآن حکیم ہی سے ابطال و استیصال کیا ہے عنقریب طبع ہوگا۔

اسکے علاوہ جناب مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دار العلوم دیوبند کے رسائل اور جناب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری کی جملہ تصانیف کادیانی کی استیصال میں بے نظیر ہیں۔

اور رسالہ ترک مرزائیت مصنفہ جناب لال حسین خاں صاحب اختر بھی بہت عمدہ رسالہ ہے۔

عشرۂ کاملہ اور **تحقیق لاثانی** بھی اس موضوع میں بے نظیر ہیں۔

کاویہ بہت جامع کتاب ہے لیکن مصنف فاضل پر لازم ہے کہ طبع ثانی میں حوالجات کی مطابقت باللفظ اور صفحات کی تصحیح فرمادیں اسکے بعد یہ ایک ہی کتاب کافی و شافی ہوگی۔